رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

کی

اذان و نماز

تالیف

مولانا محمد عبدالرحمن مظاہری
استاذ حدیث و تفسیر، حیدرآباد

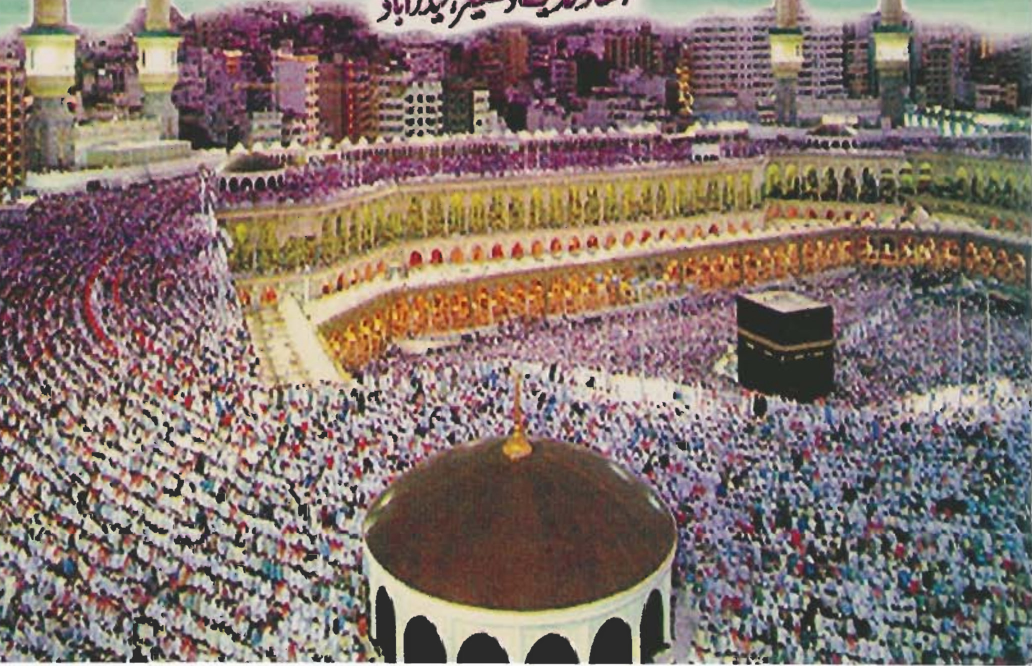

الصلوٰۃ عماد الدین

نماز دین کا ستون ہے۔ (الحدیث)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی
اذان و نماز

تالیف

مولانا محمد عبد الرحمٰن مظاہری

اُستاذ حدیث و تفسیر ناظم اوّل مجلس علمیہ حیدر آباد حال مقیم جدہ (سعودی عرب)

(خلیفہ مجاز حضرت محی السنۃ مولانا الشاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم)

ناشر

ربانی بک ڈپو

کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی ۶

Ph. : 3210118, 3217840

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :۔ رسول اکرمؐ کی اذان اور نماز

مؤلف :۔ مولانا محمد عبدالرحمٰن مظاہری

کتابت :۔ محمد اختر

اہتمام :۔ فیض الرحمٰن ربّانی

معاون :۔ محمد ذکر الرحمٰن الرحمانی

طباعت :۔ شعیب پرنٹرز، چابک سواران، لال کنواں۔ دہلی

تعداد :۔ گیارہ سو

قیمت :۔ ۱۵/=

ناشر

ربّانی بُک ڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی

Ph.: 3210118, 3217840,

فہرستِ عنوات

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
عرض ناشر	۴	فجر کی چھوٹی ہوئی دوٗ سنّتیں سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھنا	۲۹
پیش لفظ	۶		
تقدیم وگذارش	۱۱	فجر کی نماز کو کچھ تاخیر سے اُجالے میں اَدا کرنا	۳۰
نماز میں دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھانا اور سیدھا کھڑا ہونا	۱۹	موسم گرما میں نمازِ ظہر کو کچھ تاخیر سے ادا کرنا	۳۰
نماز میں دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھنا	۲۰	وتر کی نماز تین رکعت ہیں	۳۱
نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھانا	۲۱	نماز تراویح کی بیسؔ رکعتیں	۳۳
		نماز وتر کے بعد دو رکعت نفل نماز	۳۴
نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھنا	۲۳	عیدین کی نماز میں چھ تکبیرات زیادہ	۳۴
مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش کھڑا رہنا چاہیے	۲۴	سجدہ سہو سلام کے بعد کرنا چاہیے	۳۵
نماز میں آہستہ آمین کہنا	۲۷	اذان اور اقامت کے کلمات	۳۷
دوٗ رکعت کے درمیان جلسہ استراحت کرنا	۲۷	عورت کی نماز	۳۹
نماز میں بائیں پیر پر بیٹھنا اور دایاں پیر کھڑا کرنا	۲۷	صلوٰۃِ جنازہ	۴۴
تشہّد میں صرف اشارہ کرنا	۲۸	حالتِ جنابت اور حیض ونفاس میں تلاوتِ قرآن کا حکم	۴۷

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ہر طرح کی حمد و ثنا اسی ذاتِ باری کے لئے سزاوار ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اشرف المخلوقات بنایا، اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے صراطِ مستقیم کیطرف رہنمائی کی، کتاب وحکمت کی تعلیم کے ذریعے حق و باطل، صحیح اور غلط میں فرق پیدا کرنے کی صلاحیت اور تمیز بخشی ——— درود و سلام ہو اس ذات برحق پر جن کو اللہ نے خاتم النبیین بنایا اور ایسی کتاب ہدایت عطا فرمائی جو تمام بنی نوعِ انسان کی ہدایت کے لئے نسخۂ کیمیا ہے پھر اللہ نے آپ کو اس کتاب کی تشریح کے فریضہ پر مامور و مقرر کیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق امت کو مکمل تعلیم دی، رب کے سامنے بندگی و عاجزی اور اپنی ضرورت و حاجت بارگاہِ ایزدی میں سلیقہ اور ادب واحترام کے ساتھ پیش کرنے کا طریقہ بتلایا اور خالق و مخلوق کے درمیان رشتہ اور تعلق مضبوط کیا۔

زیر نظر کتاب "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور اذان" اسی تعلق اور رشتہ کو مضبوط کرنے کی ایک عملی کوشش ہے اس کتاب میں شرعی دلائل کتاب اللہ اور سنتِ رسول آثارِ صحابہ اور اقوالِ فقہاء کی روشنی میں کامل اعتدال اور توازن کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ نماز و اذان کو واضح شکل میں پیش کیا گیا ہے کتاب گرچہ حنفی نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقطۂ نظر اور طریقہ ہے اور آپ ہی سے معتبر و مستند ذرائع سے ثابت ہے۔

موجودہ زمانے میں بعض حضرات فقہاءِ صحابہ وائمہ مجتہدین کے نقطۂ نظر اور سلفِ صالحین کے

طریقہ سے ہٹ کر دین کی ایسی تشریح کرتے ہیں جن سے ترکِ دین اور ترکِ سنّت کا عام رجحان بنتا جا رہا ہے حتی کہ اسلامی عبادات میں بھی یہ چیز داخل ہوگئی ہے اور عمل بالحدیث کے نام پر اسلامی طریقۂ عبادت میں اختلاف وانتشار کو ہوا دینے کی کوشش کی جارہی ہے یہ کتاب ان تمام فتنوں کے سدِّ باب کے لئے مفید اور حق کے متلاشیوں کے لئے برہان ہے۔

اِس کے مصنف معروف عالمِ دین وصاحبِ نسبت حضرت مولانا عبدالرحمٰن مظاہری دامت برکاتہم ہیں، مولانا کی علومِ اسلامی پر گہری نظر ہے قرآن وحدیث اور فقہِ اسلامی کے مزاج ومذاق سے بخوبی واقف ہیں دعوتی اور علمی نقطۂ نظر سے لکھی گئیں، ان کی کئی کتابیں خواص وعوام میں مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔

ہمارے لئے خوشی ومسرت کی بات ہے کہ اس مفید اور علمی رسالہ کی اشاعت کی سعادت ربّانی بک ڈپو کو حاصل ہورہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو خواص وعام میں مقبول فرمائے۔ آمین

فیضُ الرّحمٰن ربّانی

پیشِ لفظ

اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت انسانی ہدایت کے لئے مہر و ماہ ہیں جو قیامت تک تابندہ و پائندہ رہیں گے، کیونکہ پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت تمام ہوچکا ہے اور اب قیامت تک کسی اور نبی کے آنے کا اِمکان نہیں کتاب اللہ اور سنتِ رسول علم و معرفت کا ایک بحرِ ناپید کنارہ ہے جس سے ہمیشہ علم و تحقیق کے لعل و گوہر حاصل ہوتے رہیں اور ایسا سدا بہار درخت ہے جس کی تر و تازگی کبھی ختم نہیں ہوگی، لیکن جہاں ذکر و موعظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کو آسان بنایا ہے کہ ایک عام سے عام آدمی بھی اگر قرآن و حدیث کا ترجمہ پڑھ لے تو وہ بآسانی اِس حقیقت کو سمجھ سکتا ہے کہ اللہ اور رسول اس سے کیا چاہتے ہیں؟ وہیں قرآن و حدیث سے احکام کا استنباط اسی قدر مشکل کام ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ عربی زبان اور اس زبان کے اسلوب اور طرزِ بیان میں اسے کامل ذرک حاصل ہو وہ قرآن و حدیث میں ناسخ و منسوخ سے آگاہ ہو صحیح و ضعیف اور مقبول و نامقبول ہونے کے اعتبار سے حدیث کے درجات سے واقف ہو، فنِ اسماء رجال پر اس کی نظر ہو، قیاس کے اصول و قواعد پر اس کی نگاہ ہو اجماعی اور اختلافی احکام میں امتیاز کرسکتا ہو اور ان سب کے ساتھ ساتھ اس کا قلب خشیتِ الٰہی سے لبریز ہو اور اس کی زندگی کے ایک ایک عمل سے تقویٰ اور خدا ترسی اور للّٰہیت نمایاں ہو، کیونکہ اگر کسی شخص کا دِل ہی خدا کے خوف سے خالی و عاری ہو تو کیونکر اس بات کا اطمینان کیا جاسکتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے منشاء کو صحیح طور پر سمجھے گا اور بیان کرے گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے ایک ایسے گروہ کو پیدا فرمایا جو ایک طرف اپنے

علم و معرفت اور دوسری طرف خشیت و خدا ترسی میں اپنی مثال آپ تھا، وہ اپنے زمانہ کے عظیم ترین اذکیا بھی تھے اور اتقیا بھی، اور ان کو اس بات کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ قرآن و حدیث میں غواصی کر کے پوری محنت اور جانفشانی کے ساتھ احکامِ شرعیہ کا استنباط کریں، اور ماں کی گود سے قبر کی گود تک انسان جن مسائل سے دوچار ہوتا ہے ان کو مرتب انداز پر مدون کر دیں، قرآن و حدیث کے پیش کئے ہوئے نظامِ حیات کی اسی منظم صورت کا نام "فقہ" ہے، فقہ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں کوئی الگ فکر اور الگ احکام نہیں، بلکہ یہ قرآن و حدیث ہی کا نچوڑ اور اس کا خلاصہ ہے، یوں تو بہت سے بزرگوں نے اس خدمت کو انجام دیا ہے لیکن بقول حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے من جانب اللہ ان میں سے چار مکاتبِ فقہ باقی رہ گئے، جو ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امامِ شافعی کی طرف منسوب ہے، ان چاروں مکاتبِ فقہ نے قرآن و حدیث اور صحابہ کے فتاویٰ کو اپنے اندر سمو لیا ہے، اور ان کی مقبولیت کی وجہ سے ہر عہد میں ان مکاتب سے منسوب بڑے بڑے علماء پیدا ہوتے رہے، اور اپنی فقہ کے اصول و قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے ہر عہد کے نئے مسائل کو بھی حل کرتے رہے۔

علمی استعداد میں روز بروز انحطاط اور خشیتِ الٰہی کی کمی اور ہویٰ و ہوس کے غلبہ کی وجہ سے بعد کے ادوار میں سلفِ صالحین نے تقلید کے واجب ہونے کا فتویٰ دیا، اور جوں جوں زمانہ گزرتا جا رہا ہے اس بات کا احساس بڑھتا جاتا ہے کہ احکامِ فقہیہ میں تقلید ہی مسلمانوں کے لئے محفوظ راستہ ہے، تقلید کا مقصود امام کی پیروی نہیں، بلکہ اپنے امام کی تشریح و توضیح پر اعتماد کرتے ہوئے کتاب و سنت ہی کی پیروی مقصود ہے، حقیقت یہ ہے کہ نہ جاننے والوں کے لئے علماء کی تقلید کے سوا کوئی راستہ ہی نہیں، اور زندگی کا کونسا مسئلہ ہے جس میں ہم تقلید نہیں کرتے، علاج و معالجہ میں ڈاکٹروں کی، تعمیر و صنعت و حرفت میں انجینیروں کی، قانون میں قانون دانوں کی اور زبان و بیان میں اس زبان کے ماہرین کی بلا دلیل پیروی آخر ہم کرتے ہی ہیں، اور اگر نہ کریں تو شاید چند قدم بھی چلنا دشوار ہو، اسی طرح ہم کسی حدیث کے قوی اور ضعیف ہونے کا فیصلہ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی،

اور امامِ نسائی کی رائے پر کرتے ہیں، یہ بھی تو حدیث کے مرتبہ و مقام کے سلسلہ میں محدثین کی تقلید ہی ہے توجب مدارجِ حدیث کے باب میں محدثین کی تقلید کی جاسکتی ہے تو معانیِ حدیث کی تشریح و بیان میں ائمہ مجتہدین کی تقلید کیوں نہیں کی جاسکتی؟۔

ان تمام فقہاء کا اصل مقصود اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے عقل و فہم میں فرق اور مزاج و مذاق میں تفاوت رکھا ہے اس لئے احادیث پر عمل کرنے کے سلسلہ میں ذوق کا یہ فرق نمایاں ہے امام ابو حنیفہ کا طریقۂ فکر یہ ہے کہ اگر حدیثیں بہ ظاہر متعارض ہوں تو جو حدیث کتاب اللہ کے مضمون سے قربت رکھتی ہو اس کو اپنی رائے کے لئے بنیاد بناتے ہیں، اور اس کے مقابلہ میں جو حدیث ہو اس کا ایسا معنیٰ متعین کرتے ہیں کہ اس پر بھی کسی نہ کسی درجہ میں عمل ہو جائے جیسے قرآن میں ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو، حدیثیں متعارض ہیں بعض حدیثوں میں ہے کہ امام قرات کرے تو مقتدی خاموش رہے اور بعض روایتوں میں ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں، امام صاحب نے قرآن کو اصل بنایا اور فرمایا کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے جس حدیث میں سورۂ فاتحہ کے واجب ہونے کا ذکر ہے اس کو امام اور تنہا نماز پڑھنے والوں سے متعلق رکھا تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے، اسی طرح آمین بالجہر کو بھی جائز کہا لیکن آمین بالسر کو بہتر کہا کیونکہ قرآنِ مجید نے دعاء کا ادب یہی بتایا کہ آواز پست اور ہلکی ہو۔ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ۔

اسی طرح امام صاحب کا ایک طریقہ یہ ہے کہ جب دو حدیثوں میں تعارض ہو اور ایک حدیث دین کے عمومی اور بنیادی مزاج و مذاق سے مطابقت رکھتی ہو تو اس کو ترجیح دیتے ہیں، جیسے بعض حدیثوں میں صرف شروع میں رفعِ یدین کا ذکر ہے اور بعض میں ایک سے زیادہ رفع، یہاں تک کہ بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ چار رکعت میں چھبیس رفعِ یدین ہیں، اب کسی فقیہ نے ایک رکعت میں دو رفعِ یدین کو لیا اور کسی نے تین کو، امام صاحب نے فرمایا کہ نماز میں اصل یہ ہے کہ کم سے کم حرکت اور زیادہ سے زیادہ سکون ہو لہٰذا اس روایت کو ترجیح دی جس میں صرف ابتداءِ نماز میں رفعِ یدین کا ذکر ہے، اسی طرح سورج گہن کی نماز میں فی رکعت ایک رکوع سے لے کر پانچ یا چھ رکوع تک

کی حدیثیں آئی ہیں، امام صاحب نے فرمایا کہ چونکہ نماز میں اصل فی رکعت ایک رکوع ہے، اس لئے اس حدیث کو ترجیح دی۔

یہ بات ظاہر ہے کہ امّتِ مسلمہ تک یہ دین حضراتِ صحابہ کے واسطے سے پہونچا ہے، یہ وہ برگزیدہ جماعت ہے جس کا نبی کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کے لئے خود اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا، ان صحابہؓ کے اقوال وافعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد ومنشاء کے ترجمان ہیں، اور خود اللہ اور اللہ کے رسول نے ان کی جلالتِ شان کی تصدیق فرمائی ہے، اسی لئے تمام فقہاء نے عموماً اور امام ابوحنیفہ اور امام مالکؒ نے خصوصاً صحابہ کے آثار اور ان کے فرمودات ومعمولات کو بڑی اہمیت دی ہے اور بہت سی احادیث کی تشریح وتوضیح میں صحابہ کے عمل کو بنیاد واساس بنایا ہے جیسے رکعاتِ تراویح کے سلسلہ میں حدیثیں مختلف ہیں لیکن حضرتِ عمرؓ سے آج تک بیس رکعت کا معمول چلا آرہا ہے، اس لئے ائمہ اربعہ نے اس متوارث عمل کو لیا، حدیث میں ہے کہ جب فرض نماز شروع ہوجائے تو کوئی نماز نہ پڑھی جائے لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود اور مختلف صحابہ کے بارے میں یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے فجر کی نماز شروع ہونے کے بعد بھی فجر سے پہلے کی سنّت ادا فرمائی ہے، اس لئے امام صاحب نے فرمایا کہ اگر فجر کی جماعت پالینے کی توقع ہو تو سنت ادا کرلی جائے، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں اور عورتوں کی نماز میں کسی قدر فرق ہے اور متعدد صحابہ کے فتاویٰ اس کے موافق ہیں، اسی لئے ائمہ اربعہ نے نماز کے بعض افعال میں مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق رکھا ہے۔

آج کل بعض حضرات حدیث کا سطحی مطالعہ کرتے ہیں اور بخاری ومسلم کی ایک آدھ روایت کو دیکھ کر خود رائے قائم کرنے لگتے ہیں، اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اپنی اس ناآگہی کے ساتھ ائمہ سلف پر زبان طعن دراز کرتے ہیں وَ اِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی یہ محض علم کی کمی اور مطالعہ کی سطحیت کا نتیجہ ہے، اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کی ہے کہ سنّتِ رسول سے محبّت رکھنے کا تقاضہ یہ ہے سنت جہاں بھی ہاتھ آجائے اس پر عمل کیا جائے بخاری ومسلم کے تخصیص کے کوئی معنی نہیں، خود امام بخاری نے لکھا ہے کہ

انہیں ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد تھیں، اور بخاری میں مکررات کو حذف کر کے چار ہزار سے اوپر، اور مکررات کو لیکر سات ہزار سے اوپر حدیثیں ہیں، یہ نوے ہزار سے اوپر صحیح احادیث جو دوسری کتبِ احادیث میں موجود ہیں، غور کیجئے کہ کیا ان کو نظر انداز کر دینا کوئی صحیح بات ہوگی۔

غالباً اسی پس منظر میں ممتاز عالم دین اور قرآن و حدیث اور فقہ سے مناسبت رکھنے والی معتبر شخصیت حضرت مولانا عبد الرحمٰن مظاہری دامت برکاتہم نے یہ تحریر مرتب فرمائی ہے، مولانا موصوف نے مدتوں تفسیر و حدیث کی کتابیں پڑھائی ہیں، ردِ بدعت میں آپ کی خدمت بہت ہی نمایاں ہے، ایک عرصہ سے حجازِ مقدس میں مقیم ہیں، اور اس طرح مختلف افکار و نظریات کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے، وہاں بھی درس و موعظت کا سلسلہ ہے، کئی کتابیں آپ کے قلم کی رہینِ منت ہے، جن میں قصصِ انبیاء پر "چراغِ ہدایت" (دو جلدیں)، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاوی کا مجموعہ "فرامینِ رسول" بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، مولانا کی تحریر آسان اسلوب، سادہ اور طرزِ بیان دل آویز ہوتا ہے، اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہندوستان سے جو علماء خلیج کا رُخ کرتے ہیں، ان کے علم و تحقیق کی انگیٹھی پر طلبِ معاش کی خاکستر اس طرح بیٹھ جاتی ہے کہ یہ چنگاری بجھ کر رہ جاتی ہے، چند ہی افراد مستثنیٰ ہیں، اور ان میں ایک مولانا موصوف بھی ہیں۔ فجزاهم اللہ خیر الجزاء۔

اس کتاب میں اذان و نماز پر حنفی نقطۂ نظر کی بابت احادیث جمع کی گئی ہیں، اور ان مسائل کو اٹھایا گیا ہے جن کے بارے میں ایک گروہ عام مسلمانوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرتا رہتا ہے، امید ہے کہ یہ کتاب اس سلسلہ میں مفید ثابت ہوگی، اور عام مسلمانوں کو غلط فہمیوں سے بچا سکے گی۔

خالد سیف اللہ رحمانی

خادم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد

تقدیم وگذارش

دنیا میں کوئی ایک نبی ایسے نہ آئے جنہوں نے اپنی قوم کو نماز کی دعوت نہ دی ہو (صلی اللہ علیہ وسلم)
نماز ہر دین کی اساسی عبادت رہی ہے یہ اس لئے بھی کہ خالقِ کائنات نے اپنے بندوں کو عبادت
کے لئے پیدا کیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ (الایۃ الذاریات آیت ۵۶)
ہم نے جن وانس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سیدہ ہاجرہ اور شیر خوار صاحبزادے سیدنا اسمٰعیل
علیہ السلام کو مکۃ المکرمہ میں بیت اللہ کے مقام پر یکتا و تنہا اس لئے چھوڑا تھا کہ وہ یہاں نماز قائم کریں:

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ۔ (ابراہیم: آیت ۳۷)
اے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم کریں۔

پھر چلتے وقت اپنے لئے اور اپنی نسل کے لئے اس طرح دعا کی:

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ۔
اے میرے رب مجھ کو اور میری نسل کو نماز قائم کرنے والا بنا۔

سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی نسبت قرآنِ حکیم یہ وضاحت کرتا ہے:

وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ۔ (مریم آیت ۵۵)
وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

سیدنا شعیب علیہ السلام کثرت سے نماز پڑھتے اور اس کی تبلیغ کیا کرتے تھے، قوم نے

ان کو یہ طعنہ دیا:

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ۔ (الآیۃ ہود ۸۷)

اے شعیب کیا تمہاری نماز یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کی وہ عبادت چھوڑ دیں جو وہ کیا کرتے تھے۔

سیدنا لوط، سیدنا اسحاق، سیدنا یعقوب علیہم السلام اور ان کی نسل کے پیغمبروں کے بارے میں قرآن حکیم یہ وضاحت ظاہر کر رہا ہے:

وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ۔ (انبیاء آیت ۷۳)

ہم نے ان سب کو نیک کاموں کے کرنے اور نماز قائم کرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو اس طرح نصیحت کرتے ہیں:

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ۔ (لقمان آیت ۱۷)

اے بیٹے نماز قائم کر۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ۔ (طٰہٰ آیت ۱۴)

اے موسیٰ میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

سیدنا موسیٰ و سیدنا ہارون علیہم السلام اور ان کی قوم کو اس طرح مشترک ہدایت کی گئی۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ۔

اور نماز قائم کرو۔

قوم بنی اسرائیل کو اللہ نے اس طرح تاکید کی:

اِنِّیْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ۔ (مائدہ آیت ۱۲)

میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نماز قائم رکھو۔

سیدنا زکریا علیہ السلام کا حال بیان کیا گیا،

وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ۔ (آلِ عمران آیت ۳۹)

وہ مسجد کے محراب میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔

سیدہ مریم علیہا السلام کو پابند کیا گیا،

يَامَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرَّاكِعِيْنَ۔ (آلِ عمران آیت ۴۳)

اے مریم تو اپنے حجرے میں اللہ کو یاد کر اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھ۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے گہوارے میں اعلان کیا:

وَاَوْصَانِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَادُمْتُ حَيًّا۔ (مریم آیت ۳۱)

اور اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تاحیات نماز اور زکوٰۃ ادا کروں۔

سورۂ مریم ہی میں ایک مقام پر تمام انبیاء سابقین کا تذکرہ کر کے ارشاد فرمایا گیا:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ۔ (مریم آیت ۵۹)

ان انبیاء کے بعد کچھ ناخلف جانشین ایسے پیدا ہوئے کہ انہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی، اور بدترین گمراہی سے دوچار ہو گئے

پھر آخر میں آخری دین کے آخری نبی کو حکم دیا گیا (صلی اللہ علیہ وسلم)

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔ (طٰہٰ آیت ۱۳۲)

اے نبی آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس پر قائم رہیے۔

پھر ملت کے تمام مسلمانوں کو خطاب ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (روم آیت ۳۱)

نماز قائم کرو اور مشرک نہ ہو جاؤ۔

قرآنِ حکیم نے توحید اور ایمان کے بعد سب سے اہم و ضروری حکم نماز کے بارے میں دیا ہے جس کا تذکرہ سو مقامات سے زائد جگہ آیا ہے، علاوہ ازیں سورۂ روم کی مذکورہ بالا آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترکِ نماز سے کفر و شرک میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز قائم کی اس نے دین قائم رکھا اور جس نے نماز ترک کر دی اس نے دین کو ڈھا دیا۔

شہر طائف (موجودہ سعودی عرب) کا ایک وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کرنے

مدینہ منورہ آیا اُس نے اپنے اسلام قبول کرنے کی تین شرطیں رکھیں:

پہلی شرط یہ کہ مسلمان ہونے کے بعد ہم نماز نہیں پڑھیں گے، دوسری یہ کہ ہم سالانہ زکوٰۃ نہیں دیں گے، تیسری یہ کہ اسلامی جہاد میں حصہ نہیں لیں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وقتی طور پر آخری دو شرطیں قبول کرلیں لیکن نماز کے بارے میں فرمایا جس دین میں نماز نہیں وہ دین ہی نہیں۔

نماز کی فرضیت

مکۃ المکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "تاجِ نبوت" عمرِ شریف کے چالیسویں سال سرفراز کیا گیا تھا، سرفرازیٔ نبوت کے بعد تیرہ سال آپ اپنے محبوب وطن میں مقیم رہے، اِن تیرہ سالوں میں عبادات کا کوئی خاص طریقہ ابھی تک نافذ نہ ہوا تھا مسلمانوں کی مختصر تعداد آپ کی ہدایات کے مطابق اللہ کا نام لیا کرتی تھی اور مراسمِ عبادت میں بیت اللہ شریف کا طواف، دعا، مناجات، تسبیح و تقدیس کا طریقہ رائج تھا، اور یہ عبادت بھی چھپ چھپ کر رات کی تاریکیوں میں ادا کی جاتی تھی، سورۂ مزمل آیت ۱، نبوت کے بارہویں سال (یعنی ہجرتِ مدینہ سے ایک سال پہلے) معراج شریف کا واقعہ پیش آیا، جسمیں نمازوں کا حکم دیا گیا، شبِ معراج کی صبح جبرئیل امین نے آپ کو نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا اور عملاً آپ کو نماز پڑھوائی، پھر نماز کا طریقہ جاری ہوا لیکن احادیثِ شریفہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی موجودہ شکل و صورت ابتدائی نمازوں سے کچھ مختلف تھی، ابتدائی زمانہ کی نمازوں کا حال اس طرح ملتا ہے:

ایک صحابی کہتے ہیں کہ نماز کے ابتدائی زمانے میں نماز میں کھانا پینا، بات کرنا، سلام کرنا سلام کا جواب دینا اشارہ کرنا وغیرہ سب کچھ ہوا کرتا تھا۔

حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں ہم لوگ سلام کلام کرلیا کرتے تھے، پھر جب آیت وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ نازل ہوئی تو ہمکو خاموش کھڑے رہنے کا حکم دیا گیا۔

(ترمذی شریف ۱؍۹۲ باب فی نسخ الکلام فی الصلوٰۃ)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں سلام کیا

آپ نے جواب نہیں دیا، پھر میں نے دوبارہ سہ بارہ سلام کیا، آپ نے پھر بھی جواب نہ دیا، میں سمجھا کہ نماز میں سلام کلام کرنا منع ہوگیا ہے۔ مسلم شریف ۱/۲۰۴ باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ)

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھی، سلام کے بعد صحابہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! کیا نماز کی رکعتوں میں اضافہ ہوا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا، کیا بات پیش آئی؟ عرض کیا گیا آپ نے پانچ رکعت نماز ادا کی ہے آپ نے سلام پھیرا پھر دو سجدے کیئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات چیت کر کے سجدۂ سہو کیا

ترمذی ۱/۹۰ باب ماجاء سجد فی السھو بعد السلام والکلام، مسلم شریف ۱/۲۱۲، ۲۱۳ کتاب ابواب الصلوٰۃ

اسی قسم کی ایک اور روایت حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں (ظہر یا عصر کی نماز میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پر سلام پھیرا، حضرت ذوالیدینؓ نے عرض کیا' یارسول اللہ! کیا نماز میں کمی ہوگئی یا آپ بھول گئے ہیں؟ (دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے' ارشاد فرمایا: نہ کمی ہوئی نہ میں بھولا) ذوالیدین نے کہا، لیکن کچھ تو ہوا ہے۔ پھر آپ نے صحابہ سے دریافت کیا، کیا ذوالیدین صحیح کہتے ہیں؟ صحابہ نے کہا ہاں یارسول اللہ آپ نے دو رکعت پڑھائی ہے آپ کھڑے ہوئے' اور دوسری دو رکعتیں ادا فرمائی' پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور دو طویل سجدے کیئے۔

امام ترمذی اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں' یہ حدیث حضرت عمران بن حصینؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی نقل کی ہے' امام ترمذی فرماتے ہیں' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس کے بعد یہ بھی لکھتے ہیں، نماز میں بات چیت کرنا جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ثابت ہے اسلام کے ابتدائی دور کی بات ہے جب کہ فرائض و واجبات میں کمی زیادتی ہو رہی تھی۔

ترمذی شریف ۱/۹۱ باب ماجاء فی الرجل یسلم فی الرکعتین فی الظھر والعصر)

ابتداءِ اسلام میں نماز کے رکوع و سجود میں قرآن حکیم کی تلاوت بھی کی جاتی تھی، سیدنا علیؓ فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی ۱/۶۱ باب ماجاء

فی النھی عن القراءۃ فی الرکوع والسجود)

بعض صحابہ رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھا کرتے تھے، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں، ابتداءً ہم لوگ ایسے ہی ہاتھ رکھا کرتے تھے، پھر ہمیں منع کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جائے۔

(ترمذی شریف ۱؍۵۹ باب ماجاء فی وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع

سیدہ عائشہ صدیقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمل نقل کیا ہے کہ آپ نے نماز میں صرف ایک سلام پھیرا کچھ دائیں جانب مائل ہو کر (یعنی بجائے دو سلام صرف ایک سلام پھیرا۔

(ترمذی شریف ۱؍۶۶ باب ماجاء فی التسلیم فی الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں جہری نماز (مغرب عشاء فجر میں کوئی ایک)، پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد دریافت فرمایا، کیا تم میں کسی نے میرے پیچھے قرات کی ہے (یعنی قرآن پڑھا ہے) ایک صحابی نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میں نے پڑھا ہے آپ نے ارشاد فرمایا تب ہی تو میں خیال کر رہا تھا کہ آج میں قرات میں کیوں جھگڑا کیا جا رہا ہوں۔

(ترمذی شریف ۱؍۱، باب ماجاء فی ترک القراءۃ خلف الامام الخ)

ایک نومسلم صحابی معاویہ بن حکم سلمیؓ نماز میں شریک تھے، ایک صاحب کو چھینک آئی حضرت معاذ نے حسب تعلیمات نماز ہی میں چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہا دیگر صحابہ نے انہیں گھورنا شروع کیا معاویہ بن حکم نے نماز ہی میں کہنا شروع کیا، تم لوگ مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہو؟ اس پر صحابہ نے اپنے زانو پر ہاتھ مارے اور سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا شروع کیا اس وقت یہ سمجھے کہ بولنے سے منع کیا جا رہا ہے۔

(ابوداؤد شریف ۱؍۱۳۴ باب تشمیت العاطس فی الصلوٰۃ)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دفعہ میں اپنے گھر ایسے وقت آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں نماز پڑھ رہے تھے اور دروازہ بند تھا آپ نے میری آمد محسوس کی آگے بڑھے اور دروازہ کھولدیا پھر اپنی نماز کی جگہ لوٹ آئے۔ (ترمذی شریف ۱؍۱۳۱ باب مایجوز من المشی

والعمل فی صلاۃ التطوع)

جس زمانے میں شراب کے بارے میں کوئی حکم نہ تھا پینے والے پی کر نماز ادا کر لیتے تھے، پھر وقفہ وقفہ سے اس کی برائی تین مرحلوں میں آئی آخر حرام کر دی گئی۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۱۹، سورۃ النساء آیت ۴۳، سورہ مائدہ آیت ۹۰) ــــــــــــــ ایک صحابی کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے شراب پی کر نماز پڑھائی (جیسا کہ اس وقت اجازت تھی) پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ قل یایہا الکفرون پڑھا اور اس میں ہر آیت پر لفظ "لا" چھوڑتے گئے، جس سے پوری سورت کا مفہوم پلٹ گیا (مسند احمد کی روایت میں صراحت ہے کہ یہ صحابی سیدنا علی تھے) غالباً انہی ایام میں شراب پر مکمل پابندی عائد ہوگئی۔

یہ اور اس قسم کی بیسیوں روایات ہیں جن میں نماز کے بارے میں کمی زیادتی، تبدیل و تحریف، حذف و اضافہ ہوتے رہے ہیں، دراصل یہ عبادت و احکامات کی ارتقائی منزلیں تھیں جو وقفہ وقفہ سے تکمیل پاتی رہیں اور دین مکمل ہوتا گیا۔

اب یہ جاننا کہ کونسا عمل آخری شکل و صورت میں تھا اور کونسا حکم آخری درجہ رکھتا تھا، علم صحیح اور فہم صحیح و اجتہاد کامل کا محتاج ہے، اس مسئلے کی عقدہ کشائی کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ (دورِ تابعین) میں ایسے نادر کامل العلم والفہم آسمانِ علم کے آفتاب و مہتاب، نابغہ روزگار علماء، فقہاء، صاحب اجتہاد شخصیات کو پیدا کیا، جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے ان اختلافات کا حل فقہی شکل میں مدوّن کر دیا۔

اب قرآن و حدیث کا ظاہری اختلاف، ظاہری اختلاف بھی نہ رہا، ہر آیت ہر حدیث اپنے اپنے معنی و مفہوم میں مستقل حیثیت کی حامل ہوگئی۔

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ۔ (توبہ آیت ۳۶)

یہی دین مستقیم ہے یعنی سیدھی راہ)

ملتِ اسلامی کے ان فقہاء و مجتہدین کا امتِ مسلمہ پر یہ اتنا بڑا احسان ہے جس کی جزا اور عطا سوائے رب العالمین اور کوئی ادا نہیں کر سکتا فجزاھم اللّٰہ عنّا وعن سائر المسلمین احسن الجزاء

زیرِ مطالعہ کتابچے میں عبادت کی صرف ایک قسم "نماز" کے طریقہ کو قرآن و احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالوں سے مرتب کیا گیا ہے اور ہر حدیث کا حوالہ مستند و معتبر کتبِ حدیث سے صفحہ و نمبر کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے عامۃ المسلمین کے اعتماد و اطمینان کے لئے مذکورہ حوالہ جات کافی ہیں، آپ اور ہم جو نمازیں ادا کر رہے ہیں، وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

دوسری اہم و اساسی بات یہ بھی ملحوظ رکھنی چاہیئے کہ آپ کے اس کتابچہ میں نماز کے طریقے کو جن احادیث کی کتابوں سے مرتب کیا گیا ہے ان میں حدیث کی وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو کتاب بخاری و مسلم وغیرہ کے وجود سے کم و بیش ایک صدی پہلے وجود میں آچکی تھیں، ان میں ایک کتاب "موطا امامِ مالک" بھی ہے جس کو اَصح الکُتُبِ بَعدَ کتابِ اللّٰہِ (اللہ کی کتابِ عظیم کے بعد صحیح ترین کتاب) اس کے علاوہ وہ صحیفہ ہمام بن منبہؒ، مسند ابی حنیفہ، موطا امامِ محمدؒ، مصنف ابنِ ابی شیبہؒ، مصنف عبد الرزاق، صحیفہ ربیع بن صبیح المتوفی سنہ ۱۶۰ھ، صحیفہ سعید بن ابی عروبہؒ المتوفی سنہ ۱۵۶ھ، احادیث ابنِ شہاب زہری ۱۲۵ھ، احادیث ابو بکر بن حزم ۱۲۰ھ، کتاب عبد اللہ بن مبارک، کتاب وکیع" وغیرہ شامل ہیں، یہ صرف فقہ حنفی کی خصوصیت ہے کہ اس کے مرتبین دورِ صحابہ اور دورِ تابعین کے ائمہ ھدیٰ ہیں۔ ______ آپ کا یہ کتابچہ احادیث کی جن کتابوں سے مرتب کیا گیا ہے ان کی فہرست "مآخذ و مراجع" کے عنوان آخری صفحہ پر درج کر دی گئی ہیں۔

وَاللّٰہُ یَھدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

خادم الکتاب والسُّنّۃ

محمد عبد الرحمٰن

استاذ حدیث و تفسیر

حالِ مقیم جدہ (سعودی عرب)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

نماز اور اذان

نماز میں دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھانا اور سیدھا کھڑا ہونا

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیْ قَالَ سَمِعْتُہٗ وَھُوَ فِیْ عَشْرَۃٍ اَصْحَابَ النبی صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم

اَحَدُھُمْ اَبُوْقَتَادَۃَ یَقُوْلُ اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ؟

قَالُوْا مَا کُنْتَ اَقْدَمَنَا لَہٗ صُحْبَۃً ؟ وَلَا اَکْثَرَنَا لَہٗ اِتْیَانًا ؟ قَالَ بَلٰی قَالُوْا فَاعْرِضْ فَقَالَ

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ اِعْتَدَلَ قَائِمًا وَرَفَعَ یَدَیْہِ

حَتّٰی یُحَاذِیَ بِھِمَا مَنْکِبَیْہِ (الیٰ اٰخر الحدیث، قَالَ اَبُوْعِیْسٰی ھٰذَا الْحَدِیْثُ صَحِیْحٌ۔

ترمذی شریف باب ما جاء فی وصف الصلوٰۃ ۱/۴۶

ترجمہ: حضرت ابو حمید الساعدیؓ دس اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں جن میں ایک حضرت ابو قتادہ (فارسِ رسول اللہ) بھی تھے فرماتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔

ان سب حضرات نے کہا، یہ کیونکر ممکن ہے جب آپ نہ ہم سے زیادہ قدیم الاسلام ہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم سے زیادہ آمد و رفت رکھتے تھے، حضرت ابو حمید الساعدی نے فرمایا بیشک آپ کی بات درست ہے۔ ——— (دوسری روایت میں یہ عبارت بھی ہے) ان دس صحابہ نے فرمایا تو پھر آپ بیان کرو، حضرت ابو حمید الساعدی نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہوتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ وہ آپکے کندھوں کے مقابل ہو جاتے۔ (اخیر حدیث تک)

امام ترمذی اس کو نقل فرما کر لکھتے ہیں ھٰذا الحدیث حسنٌ صحیحٌ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے یعنی حدیث کی اعلیٰ و بہترین قسموں میں شامل ہے۔ (ترمذی ۱/۶۷ باب ما جاء فی وصف الصلاۃ)

عَنْ وَائِلِ بن حُجْرٍ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یَا وَائِلَ بن حُجْرٍ اِذَا صَلَّیْتَ فَاجْعَلْ یَدَیْکَ حِذَاءَ اُذُنَیْکَ وَالْمَرْاَۃُ تَجْعَلُ یَدَیْھَا حِذَاءَ ثَدْیَیْھَا (مجمع الزوائد ۲/۱۰۳)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے وائل بن حجر جب تم نماز شروع کرو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ سینے تک اٹھائے۔

یہ حدیث مجمع الزوائد میں موجود ہے کتاب الصلاۃ باب ۱۹۹ رقم الحدیث ۲۵۹۴ باب رفع الیدین فی الصلاۃ ۲/۲۷۲۔

نماز میں دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھنا

عَنْ وَائِلِ بن حُجْرٍ اَنَّہٗ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَنَّہٗ وَضَعَ یَدَیْہِ تَحْتَ السُّرَّۃِ۔ (مصنف بن ابی شیبہ ۱/۳۹۰ باب وضع الیمین علی الشمال۔)

ترجمہ: وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں دیکھا ہے آپ اپنے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَہ اَنَّ عَلِیًّا قَالَ السُّنَّۃُ وَضْعُ الْکَفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ۔ (دار قطنی ۱/۲۸۹ رقم الحدیث ۱۰۸۹ باب فی اخذ الشمال بالیمینی فی الصلاۃ)

ترجمہ: ابوجحیفہؓ کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے نماز میں ہاتھ کو ناف کے نیچے رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

یہ حدیث دارِ قطنی کے علاوہ ابوداؤد کے نسخہ ابن اعرابی میں موجود ہے۔

عَنْ ھُلبٍؓ (یزید بن قنافۃ الطائی) قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّنَا فَیَأْخُذُ شِمَالَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ وَرَأٰی بَعْضُھُمْ اَنْ یَضَعَھُمَا

فَوْقَ السُّرَّةِ وَرَاٰى بَعْضُهُمْ اَنْ يَضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ وَكُلٌّ ذٰلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ.

(ترمذی ۱؍۵۹ باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ)

ترجمہ: حضرت یزید بن قنافہ الطائی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہماری امامت فرمایا کرتے تھے، آپ اپنے دائیں ہاتھ سے اپنا بایاں ہاتھ تھامے ہوئے ہوتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں، بعض صحابہ نے اپنے ہاتھ ناف کے نیچے رکھنا پسند کیا اور دوسرے بعض نے ناف کے اوپر، اس مسئلے میں دونوں عمل جائز ہیں۔

ملحوظہ: حدیث کے راوی ھُلب کا پورا نام یزید بن قنافہ قبیلہ طے کے باشندے ہیں، یہ گنجے سر تھے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا، بہت جلد خوبصورت بال نکل آئے، ھُلب کے معنی "گنجہ سر" ہیں، پھر یہ اسی نام سے پکارے گئے۔

نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ قَالَ فَقَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ اول مَرَّةٍ ثُمَّ لَمْ يُعِدْ (ترمذی شریف ۱؍۵۹ باب رفع الیدین عند الرکوع۔ والمناظہ لم یرفع الا فی اوّل مرۃ۔ نسائی شریف ۱؍۱۱۷ باب ترك ذلك۔ طحاوی شریف ۱؍۱۶۲ باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود الرفع عن الرکوع ھل مع ذلك رفع ام لا)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے (ایک دن لوگوں سے) کہا، کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ نماز نہ بیان کروں؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ (کانوں تک) اٹھایا پھر (نماز کی کسی بھی حالت میں) دونوں ہاتھ نہیں اٹھائے۔

حضرت عمر بن الخطاب بھی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر کسی حالت میں نہیں اٹھاتے۔ (طحاوی ۱؍۱۶۴ باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود الخ۔ بیہقی ۲؍۳۹۳ باب من لم

یدٰذکرالرفع الاعِندَ الافتتاح)

حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا آپ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفعِ یدین کر رہے تھے، الحدیث۔ ـــــــ جب یہ روایت حضرت ابراہیم نخعیؒ المتوفی ۹۶ھ کو پہونچی تو فرمایا: اِن کَانَ رَأی مَرَّۃً فقد رای ابن مسعود خمسین مرۃ انہ لا یرفع یدیہ الا فی افتتاح الصلوٰۃ (طحاوی شریف ۱؍۱۳۲)۔

ترجمہ: وائل بن حجرؓ نے ممکن ہے ایک آدھ مرتبہ دیکھا ہو لیکن حضرت ابن مسعود نے پچاس دفعہ دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے تھے، پھر اس کا اعادہ نہ کرتے۔

اِس روایت پر امام اعمشؒ نے اعتراض کیا تھا وہ یہ کہ

جب ابراہیم نخعیؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو دیکھا ہی نہیں جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے تو پھر ان کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا عمل نقل کرنا کیونکر درست ہے؟ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے ایک موقعہ پر خود اس کا جواب دیا تھا، فرمایا، میں اپنے اور صحابیِ رسول کے درمیان اسی صورت میں واسطہ ترک کرتا ہوں، جب مجھ کو یہ حدیث کئی ایک راوی بیان کرتے ہیں اور جب میں صحابیِ رسول کا واسطہ نقل کرتا ہوں تو وہ روایت مجھ کو صرف اسی راوی سے ملی ہوگی۔ ـــــــ امام دارِقطنی لکھتے ہیں کہ امام ابراہیم نخعیؒ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علوم وفقہ کے سب سے بڑے عالم ہیں، لہٰذا ان کا یہ کہنا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پچاس دفعہ دیکھا، بالکل درست ہے۔ (طحاوی شریف ۱؍۱۳۳)

نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھنا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْھُمْ یَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (مسلم شریف ۱/۲، باب حجۃ من قال لا یجھر بالبسملۃ)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر الفاروق اور حضرت عثمان الغنی رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں، ان میں سے کسی کو بھی نماز میں (سورۂ فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے نہیں سُنا۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ کَانُوْا لَا یَجْھَرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (مسلم شریف ۱/۲، باب حجۃ من قال لا یجھر بالبسملۃ۔ نسائی شریف ۱/۵، باب ترک الجھر بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یہ چاروں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر الفاروق اور حضرت عثمان الغنی رضی اللہ عنہم نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آواز سے پڑھا نہیں کرتے تھے (یعنی آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

تیسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: کَانُوْا یُخْفُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ: یہ چاروں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور عمر الفاروقؓ اور عثمان الغنیؓ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍؓ وَعُمَرُؓ وَعُثْمَانُؓ یَفْتَتِحُوْنَ الْقِرَاءَۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (ترمذی شریف ۱/۵ باب فی افتتاح الصلوٰۃ بالحمد للّٰہ رب العالمین۔

ترجمہ: حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ۔

وحضرت عثمانؓ اپنی نماز کا آغاز (سورۃ فاتحہ) الحمد للہ رب العالمین سے کیا کرتے تھے (یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھتے اور سورۃ فاتحہ الحمد للہ رب العالمین آواز سے پڑھا کرتے)

اسی کتاب ترمذی شریف جلد ا میں بَابُ مَاجَاءَ فِی تَرْكِ الْجَهْرِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا عنوان مذکورہ الفاظ سے موجود ہے جس میں امام ترمذی نے وہ ساری احادیث جمع کی ہیں جن میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو نماز میں آواز سے نہیں پڑھا گیا۔

اِن ساری احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ بغیر آواز کے پڑھی جائے یہی سنت طریقہ ہے۔

مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش کھڑا رہنا چاہیے

عَنْ اَبِی هُرَیْرَه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (نسائی شریف ا/۱۰۷ باب قراءۃ ام القرآن خلف الامام فیما جہر بہ الامام)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب امام قرارت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تم اللّٰھم رَبَّنَا لَکَ الحمد کہو۔

عَنْ اَبِی مُوْسَی الْاَشْعَرِیْ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَلْیَؤُمَّکُمْ اَحَدُکُمْ وَاِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا۔ (مسند احمد ۴/۴۱۵ رقم الحدیث ۱۹۵۰۴)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ الاشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنا کوئی ایک امام مقرر کر لو اور جب وہ قرارت کرے تو تم سب چپ رہو۔ ______ نسائی شریف اور مسلم شریف میں یہ روایت موجود ہے، امامِ مسلم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یَقْرَأْ فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَھِیَ خِدَاجٌ فَھِیَ خِدَاجٌ غَیْرُ تَمَامٍ فَقَالَ لَہٗ حَامِلُ الْحَدِیْثِ اِنِّیْ اَکُوْنُ اَحْیَانًا وَرَاءَ الْاِمَامِ؟ فَقَالَ اِقْرَأْبِھَا فِیْ نَفْسِکَ ۔ (ابوداود ۱/۱۱۹ بَاب مَن ترك القراءة فی صلوتہ۔ مسلم ۱/۷۰ باب ایجاب قراءۃ الفاتحہ فی کل رکعۃٍ)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی نماز پڑھے اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے، وہ نماز ناقص غیر تمام ہے۔ ——— اس حدیث کے سننے والے راوی نے پوچھا اے ابوہریرہؓ جب میں کسی امام کے پیچھے ہوں تو کیا میں قرارت کروں؟ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا تم اپنے دل میں پڑھ لیا کرو۔

اس حدیث کے بارے میں امام المحدثین سفیان الثوریؒ اور امام احمد بن حنبلؒ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث لَاصَلٰوۃَ اِلَّابِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ تنہا نماز پڑھنے والے کے بارے میں ہے کہ وہ ہر رکعت میں فاتحہ پڑھے لیکن امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے کا یہ حکم نہیں ہے، امام کے پیچھے نماز پڑھنے والا خاموش کھڑا رہے۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اِنَّہٗ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی رَکْعَۃً لَمْ یَقْرَأْ فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ وَرَاءَ الْاِمَامِ قَالَ اَبُوْعِیْسٰی ھٰذَا الْحَدِیْثُ حَسَنٌ صَحِیْحٌ (ترمذی ۱/۱۷، باب ما جاء فی ترك القراءة خلف الامام اذا جهر بالقراءة، موطا مالک ۱/۲۸ باب ما جاء فی ام القرآن)

ترجمہ: ابونعیم راوی کہتے ہیں، میں نے حضرت جابر بن عبداللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو کوئی نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز درست نہیں، البتہ اگر وہ امام کے پیچھے ہو تو قرارت ضروری نہیں، امام ترمذی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے (یعنی حدیث کی دونوں اعلیٰ اور بہتر قسموں میں شامل ہے)۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ۔ (ابن ماجہ ۱/۶۱ باب اذا قرأ الامام فانصتوا)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا کوئی امام ہو امام کی قرارت مقتدی کی قرارت شمار ہوگی۔

خلاصہ کلام

ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ؟ اَوْ اَنْصِتُ؟ یارسول اللہ کیا میں امام کے پیچھے قرارت کروں یا چپ رہوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا بَلْ اَنْصِتْ فَاِنَّہٗ یَکْفِیْکَ ارشاد فرمایا نہیں بلکہ خاموش رہو یہ بات تم کو کافی ہے۔ یہ حدیث دارِ قطنی ۱/۳۲۴ رقم الباب ۳۳ رقم الحدیث ۱۲۲۴ اور بیہقی میں ۲/۵۳۲ باب من قال لایقرأ خلف الامام میں موجود ہے

ملحوظہ

تنہا نماز پڑھنا اور امام کے پیچھے نماز پڑھنا دو علاحدہ علاحدہ مسئلے ہیں۔

جن احادیث میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے وہ تنہا نماز پڑھنے والوں کا حکم ہے جس میں امام بھی شامل ہے ایسی صورت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا ضروری ہے ـــــــــ اور جن میں خاموش رہنے کا حکم ہے وہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کا حکم ہے کہ وہ لوگ امام کے پیچھے قرارت نہ کریں، بلکہ خاموش رہیں۔ مذکورہ جواب عالی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی جواب عنایت فرمایا: بَلْ اَنْصِتْ فَاِنَّہٗ یَکْفِیْکَ۔

ترجمہ: امام کے پیچھے خاموش رہو کیونکہ امام کی قرارت مقتدی کے لئے کافی ہے۔

یہ حدیث دارِ قطنی اور بیہقی میں موجود ہے۔

علامہ ابن القیم اور ان کے استاذ علامہ ابن تیمیہ اہلِ حدیث، سلفی، غیر مقلدین حضرات کے بزرگ اور ان کے بزرگوں کے بزرگ ہیں، اہلِ حدیث کی ساری تحقیقات انہی دو بزرگوں کی تحقیقات پر ٹھہر جاتی ہیں، اول الذکر علامہ ابن القیم اپنی مشہور زمانہ کتاب "اعلام الموقعین عن رب العالمین" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ بالا جواب نقل کیا ہے اور اس کو حدیث صحیح قرار دیا ہے۔

(اعلام الموقعین ۲/۲۳۰)

نماز میں آمین آہستہ کہنا

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِھَا صَوْتَہٗ (مسند احمد ۳۱۶/۴، دار قطنی ۳۳۴/۱ باب التامین فی الصلاۃ، رقم الحدیث ۱۲۵۶)

حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، جب آپ نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا تو آہستہ آواز سے آمین کہی۔

دو رکعت کے درمیان جلسہ استراحت کرنا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْھَضُ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ۔ ترمذی ۶۴/۱ باب ماجاء کیف النھوض من السجود)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے قدموں کے بل کھڑے ہوا کرتے۔

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ کَانَ یَنْھَضُ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ وَلَمْ یَجْلِسْ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۹۴/۱ باب مَنْ کَانَ یَنْھَضُ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ، بیہقی ۱۲۶/۲ باب من قال یرجع علی صدور قدمیہ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نماز میں اپنے قدموں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوتے اور جلسہ نہ کرتے۔

نماز میں بائیں پیر پر بیٹھنا اور دایاں پیر پنجہ پر کھڑا کرنا

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوۃَ

بِالتَّکْبِیْرِ (اِلٰی اَنْ قَالَتْ)، وَکَانَ یَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ رِجْلَهُ الْیُمْنٰی

(مسلم شریف ۱/۱۹۴ باب مایجمع صفۃ الصلوٰۃ ومایفتتح بہٖ ویختتم بہٖ)

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر (اللہ اکبر) کے کلمہ سے اپنی نماز کا آغاز کرتے ______ اور بیٹھتے وقت (قعدہ میں) بایاں پیر بچھا دیتے اور دایاں پیر (پنجہ) کھڑا کر دیتے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهُ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰی صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَلَسَ یَعْنِیْ لِلتَّشَهُّدِ اِفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی وَوَضَعَ یَدَهُ الْیُسْرٰی یعنی عَلٰی فَخِذِهِ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْیُمْنٰی۔

(ترمذی شریف ۱/۶۵ باب کیف الجلوس فی التشہد)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں مدینہ منورہ آیا اور یہ طے کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں (کہ آپ کیسے ادا کرتے ہیں)، پھر جب آپ تشہد کے لئے قعدہ میں بیٹھے تو اپنا بایاں پیر بچھا دیا اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور اپنا دایاں پیر (پنجہ) کھڑا کر دیا۔

تشہد میں صرف اشارہ کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوةِ وَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلٰی رُکْبَتِهِ وَرَفَعَ اُصْبُعَهُ الَّتِیْ تَلِی الْاِبْهَامَ الْیُمْنٰی یَدْعُوْا بِهَا وَیَدُهُ الْیُسْرٰی عَلٰی رُکْبَتِهِ بَاسِطًا عَلَیْهِ (ترمذی شریف ۱/۶۵ باب مَاجَاءَ فی الاشارۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جب قعدہ کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر رکھتے اور اپنی اس انگلی کو جو دائیں انگوٹھے سے متصل ہے (یعنی شہادت کی انگلی) کو اٹھاتے دعا کرتے اور آپ کا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر پھیلا ہوا ہوتا۔

امام ترمذی اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ يَخْتَارُوْنَ الْاِشَارَةَ فِي التَّشَهُّدِ وَهُوَ قَوْلُ اَصْحَابِنَا (ترمذی ۱؍۶۵)

ترجمہ: اسی پر عمل ہے بعض اہل علم صحابہ کرام اور تابعین عظام حضرات کا انہوں نے تشہد میں اشارہ کرنے کو پسند کیا ہے (امام ترمذی یہ بھی لکھتے ہیں کہ) ہمارے محدثین کرام کا بھی یہی قول ہے۔

ملحوظہ:

تشہد میں اشارہ کرنے کا سیدھا سادہ مفہوم یہی تو ہے کہ کلمہ شہادت پر دائیں ہاتھ کی انگلی کو حرکت دی جائے تاکہ قولی اور عملی شہادت ایک ساتھ ہو جائے، بس اس کا یہی مقصد ہے (روایت میں اشارہ کرنا ثابت ہے عمل اشارہ مراد نہیں مسلسل اشارہ کرتے رہنا مذکورہ بالا احادیث میں "رَفَعَ اُصْبُعَهٗ" کے الفاظ ہیں (آپ نے انگشت اٹھائی، رفع کے معنی اٹھانا، اونچا کرنا ہیں) اور یہ عمل صرف ایک حرکت پر ختم ہو جاتا ہے معلوم نہیں کس غلط فہمی کا نتیجہ ہے کہ قعدہ اخیرہ میں کلمہ شہادت پر انگلی کو مسلسل حرکت دی جاتی ہے (یعنی عمل اشارہ) یہاں تک کہ امام سلام پھیر دے۔

فجر کی چھوٹی ہوئی دو سنتیں سورج طلوع ہونیکے بعد ادا کرنا

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاصَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَاصَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ۔ (بخاری شریف ۱؍۸۲ باب الصلوٰة بعد الفجر حتی ترتفع الشمس)

ترجمہ: حضرت ابوسعید الخدریؓ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے، فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک سورج غروب ہو جائے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ

رَكعَتَيِ الفَجرِ فَليُصَلِّهِمَا بَعدَ مَا تَطلُعُ الشَّمسُ۔

(ترمذی شریف ۱/۹۶ باب ماجاء فی اعادتهما بعد طلوع الشمس)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے فجر کی دو رکعتیں (سنت) نہ پڑھی ہوں اس کو چاہیے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھے۔

فجر کی نماز کو کچھ تاخیر سے اجالے میں ادا کرنا

عَن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ اَنَّهُ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَسفِرُوا بِالفَجرِ فَاِنَّهُ اَعظَمُ بِالاَجرِ (ترمذی شریف ۱/۴۰ باب ماجاء فی الاسفار بالفجر)

ترجمہ: رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے فجر کی نماز کو اجالے میں ادا کرو کیونکہ ایسا کرنا ثواب کو بڑھا دیتا ہے۔

عَن مَحمُودِ بنِ لَبِيدٍ عَن رِجَالٍ مِن قَومِهِ مِنَ الاَنصَارِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسفَرتُم بِالصُّبحِ فَاِنَّهُ اَعظَمُ بِالاَجرِ (نسائی شریف ۱/۶۴ باب الاسفار)

ترجمہ: حضرت محمود بن لبیدؓ اپنی قوم کے چند انصاری صحابہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم فجر کی نماز کو جس قدر اجالے میں ادا کرو گے ثواب میں زیادتی ہوگی۔

ملحوظہ

غالباً ثواب کی یہ زیادتی مصلین کی کثرت کی وجہ سے ہوئی، کیونکہ فجر میں کچھ تاخیر کرنے سے لوگوں کی کثرت ہوگی اور کثیر جماعت کا اجر و ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

موسم گرما میں نماز ظہر کو کچھ تاخیر سے ادا کرنا

عَن اَبِي سَعِيدِ الخُدرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اَبرِدُوا

بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔ بخاری شریف ۱/۷۷، باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر

ترجمہ: حضرت ابو سعید الخدریؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت ادا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہوتی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔ (نسائی شریف ۱/۸۵ باب تعجیل الظہر فی البرد)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسم گرما میں نماز ٹھنڈے وقت ادا کرتے، اور موسم سرما میں جلدی ادا کرتے۔ (یعنی موسم گرما میں ظہر کی نماز کچھ تاخیر سے پڑھتے تاکہ اطمینان سے نماز ادا ہو اور موسم سرما میں اس کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ موسم سرما میں موسم کی خوشگواری سے خشوع وخضوع میں خلل نہیں پڑتا)۔

وتر کی نماز تین رکعت ہیں اور دعائے قنوت رکوع کے بعد

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اِلٰى اَنْ قَالَ) ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ۔ مسلم ۱/۲۶۱ باب صلوٰۃ النبی ودعاءہ باللیل

ترجمہ: یہ ایک طویل حدیث ہے جس کا اختصار یہ ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنی خالہ ام المومنین سیدہ میمونہؓ کے حجرے میں اس غرض سے رات گزاری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات والی نماز دیکھوں کہ آپ آخر شب میں کس طرح ادا کرتے ہیں (ابن عباسؓ نے وہ تفصیل بیان کی، پھر آخر میں فرمایا کہ آپ نے تین رکعت وتر کی نماز ادا کی۔

عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ و

طُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّی ثَلَاثًا فَقَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ أَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ ؟ فَقَالَتْ یَا عَائِشَةُ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَاتَنَامُ قَلْبِیْ۔ قَالَ اَبُوْعِیْسٰی ھٰذَا الْحَدِیْثُ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔ (ترمذی ۱ر۹۹ باب ماجاء فی وصف صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل)

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان المبارک والی راتوں میں نمازوں کی کیا کیفیت ہوا کرتی تھی؟ سیدہ عائشہ صدیقہ نے فرمایا، رمضان اور غیر رمضان کی راتوں کی عبادت یکساں رہا کرتی تھی، آپ ہر رات گیارہ رکعت نماز ادا فرماتے تھے پہلے چار رکعت پڑھتے، اے ابوسلمہ تم ان چار رکعت کی خوبی اور درازی نہ پوچھو (یعنی نہایت پرسکون اور خوبی کے ساتھ اس میں قرآن کی تلاوت کثرت سے کرتے) اس کے بعد پھر چار رکعت ادا فرماتے، تم اس کی بھی خوبی اور درازی نہ پوچھو، پھر آخر میں تین رکعت ادا فرماتے سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں، میں نے دریافت کیا یارسول اللہ کیا وتر کی نماز پڑھنے سے پہلے سوجاتے، آپ نے ارشاد فرمایا، اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں، دل بیدار رہا کرتا ہے۔ (مطلب یہ کہ وتر کی قضا ہونے کا امکان نہیں)۔

امام ترمذی اس حدیث کو نقل فرماکر لکھتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(ترمذی شریف ۱ر۱۰۶ باب ماجاء فی الوتر بثلاثٍ)

ترجمہ: حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت نماز وتر پڑھا کرتے تھے ——— امام ترمذی اس حدیث کو نقل فرماکر لکھتے ہیں، صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ایک بڑی جماعت کہتی ہے کہ آدمی کو تین رکعت نماز وتر ادا کرنی چاہیئے۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْوِتْرِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَقُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فِیْ رَکْعَةٍ رَکْعَةٍ۔

(ترمذی شریف ۱ر۱۰۶ باب ماجاء مایقرأ فی الوتر)

ترجمہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یاایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے ———— امام ترمذی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کے علاوہ یہی حدیث سیدہ عائشہ صدیقہ سیدنا علی سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہم نے بھی نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز تین رکعت ادا فرماتے تھے۔

امام ترمذی لکھتے ہیں، وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ فَرَأَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْقُنُوْتَ فِي الْوِتْرِ فِي السَّنَةِ كُلِّهَا وَاخْتَارَ الْقُنُوْتَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَاِسْحٰقُ وَاَهْلُ الْكُوْفَةِ (ترمذی شریف ۱/۱۰۶ باب ما جاء فی القنوت فی الوتر)

ترجمہ: امام ترمذی لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام میں بعض حضرات دعائے قنوت تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے پڑھا کرتے، اور بعض حضرات رکوع کے بعد لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود تمام سال تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے پڑھا کرتے تھے، محدثین کرام میں امام سفیان الثوری، امام عبداللہ بن مبارک، امام اسحٰق کا بھی یہی قول ہے کہ تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھا جائے۔

نماز تراویح کی بیس رکعتیں

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلٰثٍ وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ (موطا امام مالک ۴۰ باب ما جاء فی قیام رمضان)

ترجمہ: یزید بن رومان کہتے ہیں، سیدنا عمر بن الخطاب کے دورِ خلافت میں صحابہ کرام تیئس ۲۳ رکعت نماز رمضان المبارک کی راتوں میں پڑھا کرتے تھے (بیس رکعت نماز تراویح اور تین رکعت وتر)

وَرَوَى مَالِكٌ عَنْ طَرِيْقِ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً

(فتح الباری ۵/۱۵۷)

ترجمہ: امام مالکؒ نے سائب بن یزید سے تراویح کی بیس رکعت نقل کی ہے۔
اس روایت کو حافظ ابن حجر نے قبول کیا ہے امام شوکانی نے بھی اس روایت کو نقل کی ہے۔
نوٹ: ان سب روایتوں کے راوی ثقہ اور معتبر ہیں، امام بخاری نے بھی ان راویوں سے احادیث نقل کی ہیں۔ (بخاری شریف ۱/۳۱۲ باب اقتناء الکلب للحرث)

عَنْ حَسَنِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۳ باب فی صلوٰۃ رمضان)

ترجمہ: حسن بن عبد العزیز (تابعی) کہتے ہیں کہ سیدنا ابی بن کعبؓ مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ میں رمضان کی راتوں میں صحابہ کرام کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔

نمازِ وتر کے بعد دو رکعت نفل نماز

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهٖ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ۔ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هٰذَا عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ وَعَائِشَةَ وَغَيْرِ وَاحِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترمذی ۱/۱۰۸ باب ماجاء لاوتران فی لیلۃ)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ اپنی والدہ (خیرہ) سے نقل کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ ام سلمہؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ امام ترمذی کہتے ہیں، اس جیسی روایت حضرت ابو امامہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ اور اکثر اصحاب رسول نقل کرتے ہیں

عیدین کی نماز میں چھ تکبیرات زیادہ

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ

كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَةً عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ صَدَقَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَذٰلِكَ كُنْتُ أُكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ۔

(ابوداود شریف ۱/۱۶۳ باب التکبیر فی العیدین)

ترجمہ: سعید بن العاص نے حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ اور حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں کتنی تکبیریں کہا کرتے تھے؟ حضرت ابوموسیٰ الاشعری نے فرمایا، نمازِ جنازہ کی تکبیرات کی طرح (عید کی ہر رکعت میں) چار تکبیریں کہتے تھے، اِس پر حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے فرمایا، آپ صحیح کہتے ہیں، حضرت ابوموسیٰ الاشعری کہتے ہیں، جب میں شہر بصرہ کا حاکم تھا اس وقت عیدین کی نماز اسی طرح پڑھایا کرتا تھا (پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور تین تکبیریں زائد، دوسری میں رکعت کی تکبیر اور تین زائد)

سجدہ سہو سلام کے بعد کرنا چاہیے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ، قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ (ترمذی شریف ۱/۹۰ باب ما جاء فی سجدۃ السھو بعد السلام والکلام)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو کے دونوں سجدے سلام کے بعد کئے۔

امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن و صحیح ہے (حدیث کی اعلیٰ و بہترین قسم)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ أَزِيدَ فِي الصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ۔ وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ۔ (بخاری شریف ۱/۱۶۳ باب إذا

صَلّٰی خَمْسًا۔ مسلم شریف ۱؍۲۱۱ باب مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰی الخ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں، ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھیں، آپ سے عرض کیا گیا کیا ظہر کی نماز میں پانچویں رکعت کا اضافہ ہوا ہے آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟

صحابہ نے عرض کی، آپ نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھائی ہے اس پر آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کیے، دوسری روایت میں یہ مضمون ہے اگر تم کو اپنی نماز میں شک ہو جائے (کمی زیادتی کا) تو یقینی بات (ظنِ غالب)، پر عمل کیا جائے اور اس کی تکمیل کی جائے پھر سلام پھیرا جائے پھر دو سجدے کیے جائیں۔

اذان اور اقامت

اذان اور اقامت کے کلمات

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بن زَیْدٌ قَالَ کَانَ اَذَانُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَفْعًا شَفْعًا فِی الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ (ترمذی شریف ا ر ۴۸ باب ما جاء فی ان الاقامۃ مثنیٰ مثنیٰ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان اور اقامت دو دو کلمات والی ہوتی تھیں (یعنی اذان اور اقامت کے کلمات برابر برابر ہوا کرتے)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلیٰ قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بن زَیْدِ الْاَنْصَارِیُّ جَاءَ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَأَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ رَجُلًا قَامَ وَعَلَیْہِ بُرْدَانِ اَخْضَرَانِ فَقَامَ عَلیٰ حَائِطٍ فَاَذَّنَ مَثْنیٰ مَثْنیٰ وَاَقَامَ مَثْنیٰ مَثْنیٰ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ا ر ۲۰۳ باب ما جاء فی الاذانِ والاقامۃ کیف ھو۔)

ترجمہ: عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ (تابعی) کہتے ہیں کہ ہم سے بہت سارے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آج رات خواب دیکھا کہ ایک شخص جس پر دو سبز رنگ کی چادریں تھیں ایک دیوار پر کھڑا ہے پھر اس نے دو دو کلمات سے اذان پڑھی، اور دو دو کلمات ہی سے اقامت کہی۔

ملحوظہ

یہ سنہ ہجری کا واقعہ ہے، اذان کا موجودہ طریقہ مدینہ منورہ میں ابھی تک شروع نہ ہوا تھا، مختلف ذرائع سے مسلمانوں کو نماز کے لئے جمع کیا جاتا تھا، جب مذکورہ صحابی عبداللہ بن زید بن عبد ربہؓ نے خواب میں اذان سنی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صبح بیان کیا، آپ نے اذان کا یہی طریقہ مقرر کردیا۔ دیگر روایات میں مزید یہ وضاحتیں ملتی ہیں کہ جب خواب والی اذان حضرت بلالؓ سے پڑھوائی گئی تو دس سے زائد صحابہ کرام نے بھی شہادت دی کہ ہم نے بھی گذشتہ رات ایسے ہی خواب دیکھا ہے، سیدنا عمرؓ بھی دوڑتے ہوئے آئے اور کہا یا رسول اللہ ایسے ہی کلمات میں نے بھی خواب میں سنے ہیں، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرے ہاں وحی آچکی ہے۔

خلاصہ کلام۔

مدینۃ المنورہ کی اس اذان میں اذان اور اقامت کے کلمات برابر برابر ہیں، جیسا کہ آج ہندو پاک و دیگر ممالکِ اسلامیہ میں رائج ہیں یعنی ہر کلمہ دو دو بار پڑھا جائے جن صحابی نے خواب میں دو فرشتوں کو اذان و اقامت دیتے سنا ہے اس کا پورا نام عبداللہ بن زید بن عبدِ ربہٖ ہے، یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔

اس روایت کو امام بیہقیؒ نے اپنی "سننِ بیہقی" میں معتبر سند کے ساتھ نقل کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس روایت کے سارے راوی " رجال الصحیح "، یعنی حدیث بخاری و مسلم کے راوی ہیں، حدیث مصنف ابنِ ابی شیبہؒ کے مذکورہ راوی حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ جنہوں نے اذان کی خواب والی روایت نقل کی ہے ایک سو بیس اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف پایا ہے۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه۔

عورت کی نماز

نماز جیسے مردوں پر فرض ہے عورتوں پر بھی فرض ہے، ایسے ہی نماز کا جو طریقہ مردوں کے لئے مقرر ہے وہی طریقہ عورتوں کے لئے بھی ہے۔

نماز کے ارکان، فرائض، واجبات، سنن وغیرہ مرد اور عورت پر یکساں ہیں، نماز کے شرائط میں بھی اوقاتِ صلوٰۃ، طہارت، سترِ عورت (یعنی نماز میں جن اعضاء کو چھپانا ضروری ہے) استقبالِ قبلہ، تکبیرات، قرات، رکوع، سجود غرض نماز کی ہر کیفیت میں مرد اور عورت کا ایک ہی حکم ہے، البتہ عورتوں کے لیے چند ایک عمل نماز میں مردوں سے کچھ مختلف ہیں، جن کو یہاں اختصار کے ساتھ درج کیا جاتا ہے اس کے بعد بطورِ ثبوت احادیث اور اقوالِ صحابہ نقل کئے جائیں گے۔

(۱) مردوں کو مسجد کی حاضری ضروری ہے عورتوں کو یہ حکم نہیں۔

(۲) مردوں کو باجماعت نماز ادا کرنا ضروری ہے عورتوں پر یہ پابندی نہیں۔

(۳) نماز میں مردوں کا ستر ناف سے گھٹنوں تک فرض ہے، عورتوں کے لئے سوائے چہرہ اور ہاتھ پیر (گٹے اور ٹخنے) سارے جسم کا پردہ کرنا ضروری ہے۔

(۴) نماز میں بلند آواز سے قرات کرنا کہ نامحرم مرد سنیں عورتوں کو منع ہے مرد بلند آواز سے قرات کرسکتا ہے۔

(۵) مردوں کا امام صف سے آگے کھڑا ہوگا، اگر عورتیں جماعت سے نماز ادا کریں تو انکی عورت امام صف کے درمیان کھڑی ہوگی۔

(۶) تکبیرِ تحریمہ کے وقت مرد دونوں ہاتھوں کو کشادہ اور بلند کرے گا، عورت دونوں ہاتھوں کو بلند اور کشادہ نہیں کرے گی۔

(۷) تکبیرِ تحریمہ کے بعد مرد اپنے ہاتھ ناف کے نیچے رکھے گا عورت اپنے ہاتھ سینے پر رکھے گی۔

(۸) قیام کی حالت میں مرد اپنے دونوں پیر کشادہ رکھے گا عورت دونوں پیروں کو قریب ملا کر رکھیگی۔

(۹) سجدہ کی حالت میں مرد اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے جدا رکھے گا، عورت اپنا پیٹ اپنے رانوں سے چمٹائے ہوئے زمین سے لگی رہے گی۔

(۱۰) نماز کے قعدہ میں مرد اپنے بائیں پیر پر بیٹھے گا اور دایاں پیر (پنجہ) کھڑا کرے گا عورت اپنے پیر پر نہ بیٹھے گی بلکہ زمین پر بیٹھ جائے گی اور اپنے دونوں پیر داہنی طرف نکال دے گی۔

یہ کم و بیش دس مسائل ہیں جو نماز میں عورتوں کے لئے سنت ہیں، ان مسائل میں مرد شریک نہیں۔ ——— سننِ بیہقی ج ۲، ص ۲۲۳، پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فَاِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ فِیْ ذٰلِكَ كَالرَّجُلِ۔ ترجمہ، نماز کے اِن مسائل میں عورت کا حکم مرد کے حکم سے مختلف ہے۔

احادیث اور اقوالِ صحابہ

قَالَ اَبُوْبَکرِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَہ سَمِعْتُ عَطَاءً سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ کَیْفَ تَرْفَعُ یَدَیْهَا فِی الصَّلٰوةِ قَالَ حَذْوَ ثَدْیَیْهَا (وَقَالَ بَعْدَ اسطر) لَاتَرْفَعُ بِذٰلِكَ یَدَیْهَا کَالرَّجُلِ وَاَشَارَ وَخَفَضَ یَدَیْهِ جِدًّا اَوْجَمَعَهَا اِلَیْهِ جِدًّا وَقَالَ اِنَّ الْمَرْأَةَ هَیْئَةً لَیْسَتْ لِلرَّجُلِ

مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۲۳۹ باب فی المراۃ اذا افتتحت الصلوۃ الی این ترفع

ترجمہ: امام بخاری کے استاذ امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطا بن ابی رباحؒ سے سنا ہے جب ان سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ نماز میں ہاتھ کس

طرح اٹھائے فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھ سینے تک اٹھائے اور اپنے ہاتھوں کو اس طرح نہ اٹھائے جس طرح مرد اٹھاتے ہیں، پھر انہوں نے اس عمل کو اشارہ سے بتایا تو اپنے ہاتھوں کو کافی پست کیا اور ان دونوں کو اچھی طرح ملا دیا اور فرمایا نماز میں عورت کا طریقہ مردوں کی طرح نہیں ہے۔

عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّہٗ سُئِلَ کَیفَ کَانَ النِّسَاءُ یُصَلِّینَ عَلٰی عَھدِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ کُنَّ یَتَرَبَّعنَ ثُمَّ اُمِرنَ اَن یَحتَفِزنَ (جامع المسانید ۴۰۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کس طرح نماز پڑھتی تھیں؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا ابتدائی زمانے میں عورتیں چار زانو ہو کر بیٹھتی تھیں پھر انہیں حکم دیا گیا کہ خوب سمٹ کر بیٹھا کریں۔

عَن وَائِلِ بنِ حُجرٍ قَالَ قَالَ لِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَا وَائِلُ بنَ حُجرٍ اِذَا صَلَّیتَ فَاجعَل یَدَیکَ حِذَاءَ اُذُنَیکَ وَالمَرأَۃُ تَجعَلُ یَدَیھَا حِذَاءَ ثَدیَیھَا (مجمع الزوائد ۲؍۱۰۳ باب رفع الیدین فی الصلاۃ. رقم الحدیث ۲۵۹۴)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے وائل بن حجر جب تم نماز شروع کرو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ اپنے سینے تک اٹھائے۔

عَن یَزِیدَ بنِ اَبِی حَبِیبٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَی امرَأَتَینِ تُصَلِّیَانِ فَقَالَ اِذَا سَجَدتُمَا فَضُمَّا بَعضَ اللَّحمِ اِلَی الاَرضِ فَاِنَّ المَرأَۃَ لَیسَت فِی ذٰلِکَ کَالرَّجُلِ۔ (السنن البیہقی ۲؍۲۲۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو عورتوں پر ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا، جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمٹا دو اس لئے کہ اس مسئلہ میں عورت مرد کے برابر نہیں ہے۔

عَن عَبدِ اللّٰہِ بنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِذَا

جَلَسَتِ الْمَرْأَةُ لِلصَّلٰوۃِ وَضَعَتْ فَخِذَيْهَا عَلٰى فَخِذِهَا الْأُخْرٰى وَإِذَا سَجَدَتْ أَلْصَقَتْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا كَأَسْتَرِ مَا يَكُوْنُ لَهَا، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَيَقُوْلُ لَهَا مَلَائِكَتِيْ أُشْهِدُكُمْ إِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهَا۔ (سنن البیہقی ۲/۲۲۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب عورت نماز کے لئے بیٹھے تو اپنی ران کو ران سے لگالے اور جب سجدہ میں جائے تو اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں سے ملالے اس طرح کہ اس سے زیادہ ستر ہوسکے، اور اللہ تعالیٰ اس عورت کو دیکھتے ہیں اور فرشتوں سے حکم فرماتے ہیں اے فرشتو تم گواہ رہو میں نے اس عورت کو بخش دیا۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا

(سنن البیہقی ۲/۲۲۳)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے فرمایا جب عورت سجدہ کرے تو سُرین (پشت) کے بل بیٹھ جائے اور اپنی دونوں رانوں کو ملالے (یعنی ٹِک کر زمین پر بیٹھ جائے۔)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَلٰوۃِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ تَجْتَمِعُ وَتَحْتَفِزُ۔

(سنن البیہقی ۲/۲۲۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس سے عورت کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا (اس کی کیا کیفیت ہے؟) آپ نے فرمایا اپنے سارے اعضاء کو ملالے اور سُرین (پشت) کے بل بیٹھ جائے۔

خلاصہ کلام۔

مذکورہ بالا احادیث شریفہ اور صحابہ کرام و تابعین عظام کے اقوال و آثار و روایات سے جو عورتوں کی نماز کا صحیح طریقہ ثابت ہوتا ہے وہ مردوں کی نماز سے کچھ مختلف ہے۔

عورتوں کی نماز کے طریقے میں زیادہ سے زیادہ پردہ اور جسم کو سمٹ سمٹا کر ایک دوسرے عضو سے ملا کے رکھنا ثابت ہوتا ہے اور یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے

آج تک امت میں بلا کسی اختلاف و نزاع چلا آرہا ہے، کسی صحابیِ رسول یا تابعی و دیگر فقہاءِ امت کا ایسا کوئی فتویٰ نظر نہیں آتا کہ عورتوں کی نماز مردوں کی نماز کے بالکل مطابق ہو۔

جیسا ہم نے اوپر لکھا ہے نماز کے ارکان فرائض، سنن وغیرہ میں مرد اور عورت یکساں ہیں، صرف چند امور میں عورت اور مرد کی نماز میں فرق ظاہر ہوتا ہے اس فرق کو ہم نے دس مسائل میں جمع کر دیا ہے۔

اہلسنّت والجماعت کے مسلمانوں کے لئے یہ وضاحت کافی ہے، رہا غیر اہلسنّت والجماعت والوں کا طریقہ جو بھی ہے، یہ ان کا اپنا طریقہ ہے۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم۔

صلوٰۃِ جنازہ

صلوٰۃِ جنازہ کا اُردو ترجمہ "نمازِ جنازہ" کیا جاتا ہے لیکن اس کا صحیح ترجمہ "دعاءِ جنازہ" ہونا چاہیئے، حقیقت یہ ہے کہ صلوٰۃِ جنازہ نماز نہیں ہے بلکہ میت کے لئے دعاء و استغفار کی مخصوص شکل ہے لہٰذا صلوٰۃِ جنازہ کا صحیح ترجمہ "دعاءِ جنازہ" ہوگا۔

صلوٰۃِ جنازہ میں قرات، رکوع، سجود وغیرہ کچھ بھی نہیں، اس میں صرف قیام اور چار تکبیرات "اللہ اکبر" کہنا فرض ہے، اگر کسی مجبوری کے تحت صلوٰۃِ جنازہ کی مخصوص شکل ادا نہ کی جاسکے تو میت کو سامنے رکھ کر چار تکبیرات کہہ دی جائیں صلوٰۃِ جنازہ ادا ہو جائے گی، احادیثِ صحیحہ میں میت کی اس دعاء و استغفار میں کئی ایک دعائیں منقول ہیں، ان میں سے کوئی ایک دعا پڑھی جاسکتی ہے سب سے مشہور تو وہی دعاء ہے جو تیسری تکبیر کے بعد عام طور پر پڑھی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ: اے اللہ ہمارے زندوں، مُردوں، موجود، غیر موجود، چھوٹے بڑے، مرد اور عورتوں سب کی مغفرت فرما، اے اللہ جو ہم میں زندہ ہیں ان کو اسلام پر قائم رکھیئے، اور جن کو آپ موت دیں انہیں ایمان پر موت نصیب فرما۔

حضرت عوف بن مالکؓ کہتے ہیں، میں ایک صحابی کی صلوٰۃِ جنازہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے قریب کھڑا تھا، آپ صلوٰۃ جنازہ میں یہ دعا پڑھ رہے تھے جو خفی آواز میں تھی۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَ وَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔

قَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ ذٰلِكَ الْمَيِّتَ۔ (مسلم شریف ۱/۳۱۱ كتابُ الجنائز فصل فِي الدعاء للميت۔ ترمذی شریف ۱/۱۹۸ باب مایقول فِي الصلوٰة على الميت۔ نسائی شریف ۱/۲۱۷ باب الدعاء)

ترجمہ: اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، اس کو عافیت وچین نصیب فرما اس سے درگذر فرما، اس کی حاضری کی عزت دے اس کے ٹھکانے کو کشادہ فرما اسکو ٹھنڈے اور میٹھے پانی سے سیراب فرما، اس کو پاک وصاف کردے خطاؤں سے جیساکہ سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کر دیا جاتا ہے، اس کو آخرت کا گھر اس کے دنیا کے گھر سے بہتر عطا فرما، اس کو اہل خانہ دنیا کے اہل خانہ سے افضل نصیب ہوں، اس کا جوڑا دنیا کے جوڑے سے بہتر عطا کر اس کو جنت میں داخل فرمادے اس کو عذاب قبر اور عذاب جہنم سے نجات دے دیجئے۔

راوی حدیث حضرت عوف بن مالکؓ کہتے ہیں، اس موقعہ پر میرے دل میں یہ شدید تمنا پیدا ہوئی اے کاش یہ میت میں ہوتا۔

صلوٰۃ جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد دائیں بائیں دونوں طرف سلام پھیر دینے سے صلوٰۃ جنازہ ادا ہو جاتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْفٰى اَنَّهٗ كَبَّرَ اَرْبَعًا فِيْ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ، فَمَكَثَ سَاعَةً حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُكَبِّرُ خَمْسًا ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ، ثُمَّ

قَالَ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَاكِمُ اَبُوْعَبْدِ اللهِ هٰذَا الْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ وَقَالَ النَّوَوِيُّ هٰذَا هُوَ الْمَذْهَبُ الصَّحِيْحُ المختار۔

(اَلْاَذْکَارُ لِلنَّوَوِی ص ۱۴۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن اوفیٰؓ نے صلوٰۃِ جنازہ پڑھائی اور اس میں چار تکبیرات کہی پھر کچھ دیر خاموش رہے ہم نے خیال کیا کہ شاید پانچویں تکبیر کہنا چاہتے ہیں، لیکن آپ نے اپنے دائیں اور بائیں دونوں جانب سلام پھیر دیا۔ حاکم ابو عبداللہ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے، امام نووی لکھتے ہیں، یہی طریقہ بہتر اور افضل ہے۔

حالتِ جنابت اور حیض و نفاس میں تلاوتِ قرآن کا حکم

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقْرِئُنَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَالَمْ یَکُنْ جُنُبًا قَ اَ، اَبُوْعِیْسٰی حَدِیْثُ عَلِیٍّ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَبِہٖ قَالَ غَیْرُ وَاحِدٍ مِنْ اَھْلَ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ قَالُوْا یَقْرَءُ الرَّجُلُ الْقُرْاٰنَ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ وَلَا یَقْرَأُ فِی الْمُصْحَفِ اِلَّا وَھُوَ طَاھِرٌ وَبِہٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ۔

(ترمذی شریف ۱ر۳۸ باب مَاجَاءَ فِی الرَّجُلِ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ)

ترجمہ : سیدنا علیؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ہر حالت میں قرآن پڑھواتے تھے بشرطیکہ حالتِ جنابت میں نہ ہوں،

امامِ ترمذی کہتے ہیں بہت سارے اہلِ علم صحابہ کرام اور تابعین عظام ایسے ہی فرماتے ہیں کہ بغیر وضو قرآن پڑھا جا سکتا ہے لیکن بغیر طہارت (جنابت) میں قرآن نہ پڑھا جائے۔ امام سفیان الثوریؒ امام شافعیؒ، امام احمد اور امامِ اسحٰق ایسا ہی کہتے ہیں۔

مذکورہ حدیث ابنِ ماجہ ۱ر۴۴ باب ما جاء فی قراءۃ القرآن علی غیر طہارۃ مسند احمد ج ۱ ص ۸۳، ابوداؤد ۱ر۳۱ باب فی الجنب یقرأ القرآن نسائی شریف ۱ر۳۱ باب حجب الجنب من قراءۃ القرآن ابنِ جارود ص ۵۲، حاکم ج ۴ ص ۱۰۷ پر موجود ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَیْئًا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَھُوَ قَوْلُ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَ ھُمْ مِثْلَ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَابْنِ الْمُبَارَکِ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ قَالُوْا لَاتَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْئًا اِلَّا طَرَفَ الْاٰیَۃِ وَالْحَرْفَ وَنَحْوَ ذٰلِکَ وَرَخَّصُوْا لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ التَّسْبِیْحِ

وَالتَّهلِیْل (ترمذی شریف ۱/۳۴ باب مَاجَاء فی الجنب اِنھما لَا یقرأُن القرآن)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حیض والی عورت اور جنبی قرآن کی ایک آیت بھی تلاوت نہ کرے۔

امامِ ترمذی کہتے ہیں، یہی قول اکثر اہلِ علم صحابہ کرام کا ہے، اسی طرح تابعین عظام کا قول ہے ان کے علاوہ اما، سفیان الثوری، امام عبداللہ بن المبارک امامِ شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق بھی ایسا ہی فرماتے ہیں، البتہ آیت کا ایک آدھا ٹکڑا اور حرف دو حرف پڑھنے میں مضائقہ نہیں، حائضہ عورت اور جنبی آدمی تسبیح و تہلیل، اللہ و رسول کا نام سب کچھ پڑھ سکتا ہے۔ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِین۔

تمت

ماخذ و مراجع

۱:۔ ترمذی شریف ج ۱

۲:۔ مجمع الزوائد ج ۲

۳:۔ بخاری شریف ج ۱

۴:۔ مصنف ابن ابی شیبہؒ

۵:۔ السنن البیہقی ج ۱ و ۲

۶:۔ دارِ قطنی ج ۱

۷:۔ موطا امامِ مالکؒ

۸:۔ طحاوی شریف ج ۱

۹:۔ مُسندِ احمد ج ۱ و ۲

۱۰:۔ مسلم شریف

۱۱:۔ ابوداؤد شریف (ابن عربی)

۱۲:۔ مصنف عبدالرزاق

۱۳:۔ نسائی شریف ج ۱

۱۴:۔ ابن ماجہ شریف ج ۱

۱۵:۔ مشکوٰۃ شریف

۱۶:۔ جامع المسانید ج ۱

۱۷:۔ ابنِ جارودؒ

۱۸:۔ مستدرک حاکم

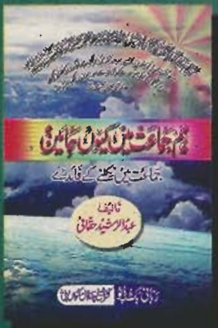

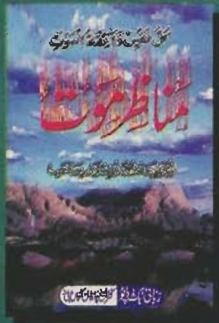

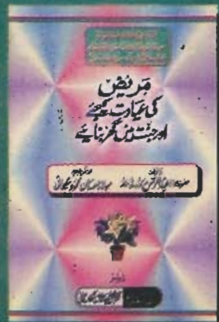

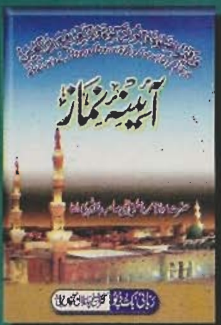

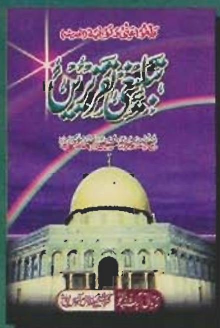

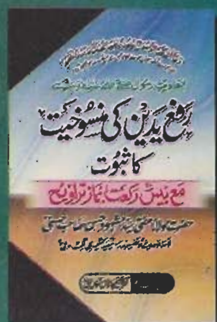

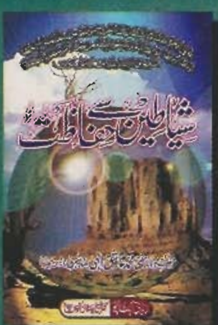

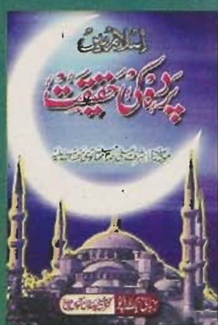

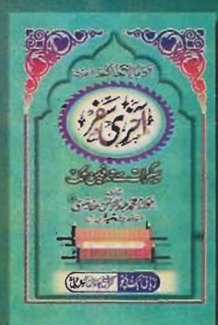

Rabbani Book Depot
Shekh Chand Street, Lal Kuan, Delhi
Ph.: 23210118, 23217840